سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۴۷

ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۷۴

ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب

حسب ہدایت و ارشاد

حلیم امت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے | محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے | جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا دامت برکاتہم کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟
واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ : ۲۰/صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۵/ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات
مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ اشاعت : ۵/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵/ فروری ۲۰۱۵ء بروز بدھ
زیرِ اہتمام : شعبہ نشر واشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

صحبتِ مرشد کا استدلال قرآنِ پاک سے ۵
اللہ کے عاشقوں کی عظمت ۶
آدمیت کی قیمت کس چیز سے ہے؟ ۷
عطائے نسبت مع اللہ کی علامت ۱۰
نسبت مع اللہ کے آثار ۱۱
غیر اللہ سے فرار کی لذت ۱۳
نامحرموں سے شرعی پردہ کی تاکید ۱۳
اللہ کے عاشقوں کی دو علامات ۱۶
وصول الی اللہ کے لیے ضروری اعمال ۱۷
۱) محبت اور صحبتِ شیخ ۱۷
صبح و شام کے معمولِ ذکر کا راز ۱۸
صحابہ کا مقامِ محبوبیت ۲۰
عاشقانِ خدا کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلانِ محبت ۲۳
صحابہ کی شِدّتِ محبت کی ایک جھلک ۲۳
اللہ تعالیٰ کو پانے والوں کے تین اوصاف ۲۵

❁ ❁ ❁ ❁

دردِ عشقِ حق بھی تم حاصل کرو
لاکھ تم عالم ہوئے فاضل ہوئے

یک زمانے صحبتے با اولیاء
جس نے پائی ہے وہی کامل ہوئے

ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ
بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ[1]

بعد اس خطبۂ مسنونہ کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اعلان ہے جو تین آیتوں کے مجموعے کا عنوان ہے۔ وہ اعلان کیا ہے؟ ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟ اب آیات کی ترتیب دیکھیے۔

صحبتِ مرشد کا استدلال قرآنِ پاک سے

۱) وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ الخ سب سے پہلے صحبتِ مرشد ہے۔ اپنے عاشقوں کی ایک جماعت کے لیے سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعۂ وحی حکم دیا جارہا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اپنے گھر کا آرام چھوڑ کر مسجدِ نبوی میں تلاش کیجیے جہاں میرے کچھ عاشق مجھ کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ آپ اُن کے درمیان جاکر بیٹھیے، اُن کو میرا پتا بتائیے، اُن کی راہ بری فرمائیے۔ آپ کو گھر سے بے گھر کرکے آپ کا مولیٰ آپ کا آرام تو لے رہا ہے مگر اس کے بدلے میں آپ کے دل میں آپ کو آپ کا آرامِ جاں یعنی اللہ مل جائے گا اور وہ تو آپ کو ملا ہوا ہے اور ایسا ملا ہوا ہے کہ روئے زمین پر کسی کو ایسا نہیں ملا جیسا آپ کو ملا ہے کیوں کہ آپ سید الانبیاء ہیں۔ اس ملنے سے مراد یہ ہے کہ آپ کے درجات میں مزید بلندی ہوجائے گی، قرب مزید بڑھ جائے گا کیوں کہ اُس کی ذات غیر محدود ہے، اس لیے اس کے قرب کے درجات بھی لامتناہی ہیں، وہ آپ کا ایسا آرامِ جاں ہے۔

[1] الکھف:۲۸

اسی لیے میرے مرشد حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب آسمان کی طرف دیکھتے تھے تو اللہ کو یاد کرتے تھے اور ایک جملہ فرماتے تھے کہ اے آرامِ جانِ بے قراراں! اے بے قرار جانوں کے آرام! میرے شیخ نے یہ اللہ کا نام رکھا تھا کہ اے اللہ! جن کی جانیں آپ کے لیے بے قرار ہیں اُن جانوں کے لیے آپ ہی آرام ہیں۔ مگر کیا عمدہ فارسی ہے اے آرامِ جانِ بے قراراں! کیا عمدہ جملہ ہے یہ!

اللہ کے عاشقوں کی عظمت

اِذَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَخَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ[٢] جیسے ہی یہ آیت وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ نازل ہوئی آپ فوراً اپنے گھر سے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس الَّذِيْنَ کے افراد ڈھونڈنے لگے اور دیکھا کہ مسجدِ نبوی میں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کا حلیہ تین قسم کا تھا:

۱) اَشْعَثُ الرَّاْسِ غربت اور افلاس کی وجہ سے اُن کے بال بکھرے ہوئے تھے، خشک تھے، تیل کنگھی سے محروم تھے، ژولیدہ و پریشان تھے مگر اُن کے بکھرے ہوئے بال عشقِ مولیٰ کی برکت سے اور نکھر رہے تھے، اُن کا حسن ولایت اور نکھر اجارہا تھا۔

چلی شوخی نہ کچھ بادِ صبا کی
بگڑنے میں بھی زلف اُس کی بنا کی

دیکھو لوگ یہ شعر کہاں استعمال کرتے ہیں اور حق تعالیٰ کی راہ میں اختر اس شعر کو مسلمان کر کے حق تعالیٰ کے اولیاء کی شان میں بیان کررہا ہے۔ اس حالت میں اُن کی محبوبیت کا مقام یہ ہے کہ اپنے پیارے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ حکم دے رہا ہے کہ جن کے بال بکھرے ہوئے ہیں مگر ان کا حسن نکھرا ہوا ہے، آپ اُن کے پاس جا کر بیٹھیے۔

صحابہ کے پیٹ پر پتھر بندھے رہتے تھے لیکن اُن کے دل میں خالقِ پیٹ کی یاد رہتی تھی۔ اب پیٹ پر حلوے بندھے ہوئے ہیں تو شرارتیں سوجھتی ہیں لیکن غیر شریفوں کو۔ اور

---

[٢] الدر المنثور: ٩/٥٢٣، الکھف (٢٨)، مرکز ھجر للبحوث العربیۃ

اللہ والے اگر عمدہ مال بھی کھاتے ہیں تو وہ اللہ ہی پر فدا ہوتے ہیں اور زیادہ یادِ الٰہی میں غرق ہوتے ہیں، اشکبار ہوتے ہیں اور اللہ کی رحمت کا آبشار حاصل کرتے ہیں، اور جن کی طبیعت میں شرافت نہیں ہے اور بچپن میں، جوانی میں کچھ نالائقیاں کرکے اپنی عادتیں بُری کرلی ہیں وہ خدا کے رزق کی طاقت کو غیر شریفانہ حرکتوں کی طرف لے جاتے ہیں، اور اولیاء اللہ کو رزق کی اسی طاقت سے سجدہ ریز ہونا، اشکبار ہونا اور اللہ کی یاد میں بے قرار ہونا نصیب ہوتا ہے۔

آدمیت کی قیمت کس چیز سے ہے؟

آج کل مال دار لوگ اپنے مال سے اپنی قیمت لگاتے ہیں اور صحابہ کی قیمت اللہ تعالیٰ کی محبت کے مشک سے تھی کہ کس صحابی کے باطن میں اللہ کی محبت کا کتنا مشک تھا۔ ہر ہرن کی قیمت اُس کی مقدارِ مشک سے ہوتی ہے۔ حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

خوں بنافِ نافہ مُشکے کُنی
سنبل و ریحان چَرد پشکے کُنی

ایک ہی گھاس ایک ہرن کھاتا ہے وہ مینگنی کرتا ہے اور وہی گھاس دوسرا ہرن کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسی گھاس کو اُس کے نافہ میں مشک بنادیتے ہیں۔ ہرن دونوں ہیں لیکن ایک ہرن کو اللہ تعالیٰ شرافتِ مشکیہ عطا کرتا ہے اور دوسرا ہرن وہی گھاس کھاکر حیران ہوتا ہے کہ کیا بات ہے کہ میری برآمد اور ایکسپورٹ میں مینگنی نکل رہی ہے، گندگی اور بدبو پیدا ہورہی ہے۔

آہ! ہم لوگوں کا آج یہی حال ہے کہ ہم نے زندگی کا مقصد صرف کھانا اور گُو بنانا سمجھ رکھا ہے۔ آہ! جن کے پیٹ پر پتھر بندھے رہتے تھے وہ اللہ کی دوستی کے اعلیٰ مقام پر تھے جن کی زندگی پر اللہ کی رِضا کا قرآنِ پاک میں رجسٹریشن ہوگیا رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ کہ اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ اُن کے درجے کی بلندی رجسٹرڈ ہے۔ اسی طرح ایک ولی اللہ روٹی کھاتا ہے اور اس روٹی سے پیدا شدہ طاقت سے اللہ کو یاد کرتا ہے، اس روٹی سے اُس کے دل میں اللہ کی محبت کا مشک پیدا ہورہا ہے اور وہی روٹی ایک نافرمان کھاتا ہے اور اُس سے حاصل شدہ طاقت کو اللہ کی نافرمانی میں ضایع کرتا ہے تو یہی روٹی اُس کے اندر

نافرمانی کی غلاظت اور بدبو پیدا کررہی ہے۔ ایک ہی غذا ایک شخص کو قرب سے مشرف کررہی ہے اور وہی غذا دوسرے کو بُعد اور دوری سے معذب کررہی ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کے مشک سے درجہ بلند ہوتا ہے۔ ماش کی دال اور کباب اور ٹھنڈے پانی سے درجہ بلند نہیں ہوتا، یہ تو آپ کا ذوق اور آپ کا شوق ہے، یہ ذوقِ اولیاء نہیں ہے۔ بہت سے کافر ایسے ہیں جن کو کباب بہت پسند ہے۔ ہماری امتیازی دولت وہ ہے جو دُشمنوں کو نہ ملے، ہماری دولت وہ ہے جو کافروں کو نصیب نہ ہو، خوبصورت بیوی تو کافروں کو بھی مل جاتی ہے اور بعضے اولیاء اللہ کو بھی مل جاتی ہے، ٹھنڈا پانی ولی اللہ بھی پیتا ہے اور کافر بھی اپنے فریج سے یخ پیتا ہے، سونا چاندی وہ بھی خرید لیتا ہے، بلڈنگ شاندار بنالیتا ہے، سورج اور چاند وہ بھی دیکھتا ہے، آسمان اور زمین پہاڑ اور سمندر وہ بھی دیکھ لیتا ہے اور پہاڑوں میں سلاجیت بھی تلاش کرلیتا ہے۔ تو جو نعمت بَیْنَ الْاَعْدَاءِ وَبَیْنَ الْاَوْلِیَاءِ مشترک ہو وہ اولیاء کی امتیازی دولت نہیں ہوسکتی۔ دوستوں کی امتیازی دولت وہ ہے جو دُشمنوں کو نصیب نہ ہو۔ اس لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے اللہ! ہمارا دن اس سورج سے نہیں طلوع ہوتا۔ ہمارا دن آپ کی یاد کے سورج سے طلوع ہوتا ہے، جب ہم آپ کو یاد کرلیں، آپ کو راضی کرنے کے لیے اپنی آرزوؤں کا خون کرلیں، آپ کی ناراضگی سے بچنے کے لیے اپنے دل کو توڑلیں، آپ کے قانون کو نہ توڑیں تب ہمارا سورج طلوع ہوتا ہے اور یہی ہماری وہ امتیازی دولت ہے جو کافروں کو نصیب نہیں۔ کافر اپنی خوشیوں میں اس عالم کا محتاج ہے اور اللہ کے دوستوں کے قلب کا رُخ چوں کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح ہوتا ہے اس لیے سارا عالم اُن کے قلب میں ہوتا ہے۔

لَیْسَ عَلَی اللّٰہِ بِمُسْتَنْکِرٍ
اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمُ فِیْ وَاحِدٍ

اللہ پر یہ مشکل نہیں ہے کہ اپنے ایک ولی اللہ میں وہ پورا عالَم رکھ دے۔

معدہ رازیں ہم کہہ و جو باز کُن
خوردنِ رَیحان و گُل آغاز کُن

اپنے معدہ کو کبھی گندم اور جَو سے خلاصی دو اور رَیحان و گُل کھانا شروع کرو، یعنی اللہ تعالیٰ کا

ذکر و فکر اور اُن کی یاد میں آہ و فغاں اہل اللہ سے سیکھو کیوں کہ گندم اور جَو سے تو خون اور فضلہ بنتا ہے مگر ذکر اللہ سے قلب انوار سے بھر جائے گا اور جب دل اپنے قبض و بسط یعنی پمپنگ سے جسم میں خون سپلائی کرے گا تو رَگ رَگ میں خون کے ساتھ اللہ کا نور بھی دورہ کرے گا۔ پھر آپ کی گفتگو میں اللہ کا نور ہو گا، آپ کے ہنسنے میں اللہ کا نور ہو گا، آپ کے رونے میں اللہ کا نور ہو گا۔

میں کیا کہوں کہاں ہے محبت کہاں نہیں
رَگ رَگ میں دوڑی پھرتی ہے نشتر لیے ہوئے

یہ وہ مشک ہے جس سے بندہ اللہ کے یہاں قیمتی ہو جاتا ہے۔ جب کسی ہرن کی ناف میں مشک پیدا ہو جاتا ہے جو لاکھوں روپے کا ہوتا ہے تو اُس کی علامت کیا ہوتی ہے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ جو امیر الاولیاء ہیں، سارے اولیاء اللہ اُن کی ولایت کو تسلیم کرتے ہیں اور اپنی تقاریر میں اللہ کی محبت کے مضامین پر اُن کے اشعار سے تزئین پیش کرتے ہیں۔

کیا کہوں اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ میری اُردو حق تعالیٰ کے کرم کی ممنون ہے، میں دہلی اور لکھنؤ کا صحبت یافتہ نہیں ہوں، ایک گاؤں میں پیدا ہوا ہوں جس کو دیہاتی حوش کہتے ہیں۔ ہم بچپن میں شہری بچوں سے بولتے ہوئے ڈرتے تھے کہ ہماری اردو پر یہ ہنسیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے آج وہ دن دکھایا ہے کہ میرے اشعار سن کر دہلی اور لکھنؤ کے لوگ اپنی زبان چوستے ہیں اور اپنے کانوں میں میرے اشعار کی مٹھاس گھولتے ہیں جس کی مثال میں ایک شعر پیش کرتا ہوں کیوں کہ نمونہ بھی ہونا چاہیے، خالی اپنے منہ میاں مٹھو بننے سے کام نہیں چلتا۔

اس درجہ حلاوت ہے مرے طرزِ بیاں میں
خود میری زباں اپنی زباں چوس رہی ہے

دہلی کے ایک ادیب نے یہ شعر سن کر کہا کہ ہم دہلی والوں سے اس کی قدر پوچھو کہ جب منہ میں مٹھاس زیادہ ہوتی ہے اور شِدّتِ مٹھاس راہِ زبان کو مسدود کر دیتی ہے تو آدمی اپنی زبان چوس کر راستہ صاف کرتا ہے، لائن کلیئر کرتا ہے کہ دوسری مٹھائی کھا سکوں۔

عطائے نسبت مع اللہ کی علامت

تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب ہرن کے نافہ میں مشک پیدا ہو جاتا ہے تو اس کی علامت اور پہچان یہ ہوتی ہے کہ پھر وہ غفلت کی نیند نہیں سوتا، کھڑے کھڑے اونگھ لیتا ہے، اُس کو خوف رہتا ہے کہ میرے مشک کی دولت کو شکاری آکر میرے نافہ سے نکال نہ لے اور مجھے ہلاک نہ کر دے۔ اسی طرح جس کے قلب میں نسبت مع اللہ کا مشک پیدا ہو جاتا ہے واللہ! پھر وہ اللہ سے غافل نہیں ہوتا، اللہ کے ساتھ بے وفائی نہیں کرتا، وہ حیا فروش نہیں ہوتا، ایمان فروش نہیں ہوتا، وہ ہر وقت مشک فروش، گل فروش، دردِ نسبت فروش ہوتا ہے، دردِ نسبت کی خوشبو تقسیم کرتا ہے، محبت کی خوشبو پھیلاتا ہے، اُس کی زبان سے اللہ کی محبت کے دریا بہتے ہیں۔ جیسے ہرن مشک کی دولت کی وجہ سے ہر وقت چوکنا رہتا ہے، ایسے ہی اللہ والے بھی ہر وقت ہوشیار رہتے ہیں۔ اگر دور سے کسی حسین کو دیکھتے ہیں تو دور ہی سے کانپنے لگتے ہیں کہ اللہ کی محبت کے مشک کی میری یہ دولت کہیں ضایع نہ ہو جائے اور اُس حسین کی رہ گزر سے ہٹ کر دوسری رہ گزر سے گزر جاتے ہیں کیوں کہ مشکِ محبتِ الٰہیہ کی دولت انہیں حفاظت کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اس میں اُن کو مجاہدہ بھی نہیں ہوتا۔ اللہ کی محبت کے مشک کی دولت ان کو حفاظت پر مجبور کر دیتی ہے کہ کہیں میری یہ دولت چھن نہ جائے کیوں کہ یہی دولت تو بتاتی ہے کہ وہ صاحبِ دولت ہیں، صاحبِ نسبت ہیں، صاحبِ مشک محبت ہیں۔ وہ قلبِ ویران سینہ میں نہیں رکھتے، اُن کی آنکھیں اُن کی نسبت مع اللہ کی غماز ہوتی ہیں۔ اُن کی گفتار، اُن کی رفتار کہہ دیتی ہے کہ اُن کے قلب میں کیا دولت ہے۔

کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے

کیوں کہ آنکھیں، چہرہ اور زبان قلب کے ترجمان ہیں۔ اگر قلب میں نسبت مع اللہ ہے تو آنکھیں جھک جائیں گی، حسینوں کو نہیں دیکھیں گی، استحضارِ عظمتِ الٰہیہ سے وہ اپنی دولتِ عشقِ الٰہی کی حفاظت پر مجبور ہیں جس طرح ہرن اپنے مشک کی حفاظت پر مجبور ہے، اور وہ جانتے ہیں کہ ان حسینوں کے جسم کا فرسٹ فلور پُر فریب ہے اور ان کے گراؤنڈ فلور میں گندگی کی

گٹر لائنیں ہیں، اس لیے وہ ایمان فروشی نہیں کرتے، وہ اللہ کے ہاتھ بِک چکے ہیں اِن کو اپنے بکنے کا احساس ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ[٣]

ہر مؤمن کو اللہ نے خریدا ہوا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بکے ہوئے مال ہیں، ہم دوبارہ اپنے کو نہیں بیچ سکتے ان حسینوں سے، حبِّ جاہ سے، وزارت کی کرسیوں سے، سورج اور چاند سے وہ دور ہی سے تاڑ لیتے ہیں کہ ہمارے ایمان کو نقصان پہنچانے والی کوئی شکل آرہی ہے، اس لیے اللہ کی توفیق سے وہ چوکنا رہتے ہیں۔ چوکنا یعنی چاروں کونوں پر نظر رکھتے ہیں کہ کس کونے سے بلا آرہی ہے، جس کونے سے بلا آئے گی اُن کی لَآ اِلٰہَ اُس بلا کو بھگاتی رہے گی اور یہ اللہ کی طرف بھاگتے رہتے ہیں، غیر اللہ کو یہ لَآ اِلٰہَ سے بھگاتے ہیں اور خود بھاگتے ہیں اللہ کی طرف اِلَّا اللّٰہُ سے۔ اُن کے یہی دو کام ہیں کہ غیر اللہ کو بھگانا لَآ اِلٰہَ سے اور خود بھاگنا اپنے اللہ کی طرف اِلَّا اللّٰہُ سے۔ اسی کا نام تصوف ہے کہ بھاگو اور بھگاؤ۔ حضرت یوسف علیہ السلام غیر اللہ سے بھاگے تھے، اُس بھاگنے کی برکت سے سب تالے ٹوٹ گئے، شاہی تالے ٹوٹے ہیں معمولی نہیں۔

شیخ پینے کا ارادہ تو کریں
حوضِ کوثر سے منگالی جائے گی

نسبت مع اللہ کے آثار

ارے دوستو! کچھ ہمت تو کرو اللہ کے راستے میں۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی نصرت آئے گی کہ آپ خود حیران ہوجائیں گے۔ آپ خود انگشت بدنداں ہوں گے کہ یااللہ! میری تو یہ حالت تھی کہ میں کسی حسین سے نظر نہیں بچاتا تھا، اب یہ میرے قلب میں کیا ہورہا ہے، آپ کی تشریف آوری کے آثار نظر آتے ہیں۔ سورج کی آمد کے آثار سورج کی سرخیاں بتاتی ہیں اور اللہ والوں کے قلب میں اللہ تعالیٰ کے متجلی ہونے کے آثار اُن کے خونِ آرزو کی توفیق بتاتی

٣۔ التوبۃ: ١١١

ہے، اُن کو ہمت اور حوصلہ ہوتا ہے کہ شکستِ آرزو کریں گے، شکستِ دل کریں گے، خود ٹوٹ جائیں گے اپنے مولیٰ کے قانون کو نہیں توڑیں گے۔ اب یہاں ایک شعر یاد آیا۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غالب نے کہا تھا کہ ؎

ہے خبر گرم اُن کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

حضرت نے فرمایا کہ یہ شعر کیا ہے، میرا شعر سنو ؎

بچھ گیا خود میں اُن کے آنے پر
شکر ہے گھر میں بوریا نہ ہوا

یعنی جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا خطرہ ہوا تو ہم نے اپنے دل کو اللہ کے لیے بچھا دیا کہ اے اللہ! ہمارا دل تو ٹوٹے گا لیکن ہم آپ کے قانون کو نہیں توڑیں گے، ہم گوہر حق بامرِ حق توڑ دیں گے۔ جس نے ان حسینوں کو پیدا کیا اور موتی کی طرح بنایا اُسی خالق گُہر نے حکم دیا کہ ان کو مت دیکھنا، اپنا دل توڑ دینا مگر میرا قانون نہ توڑنا ؎

گوہرِ حق را بامرِ حق شکن
بر زجاجہ دوست سنگِ دوست زن

اللہ تعالیٰ کے ان موتیوں کو، ان حسینوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ سے توڑ دو، یعنی ان کو مت دیکھو اور یہ سوچو ؎

امرِ حق بہتر بہ قیمت یا گہر

اللہ کا حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ حسین موتی زیادہ قیمتی ہیں جہاں تم وَضۡعُ الشَّیۡءِ فِیۡ غَیۡرِ مَحَلِّہٖ کرتے ہو۔ وَضۡعُ الشَّیۡءِ فِیۡ غَیۡرِ مَحَلِّہٖ کے معنیٰ ہیں کہ تمہارے جو اعضا تابع فرمانِ خدا ہونے چاہئیں اگر اُن کو اللہ کی نافرمانی کے مواقع میں استعمال کرتے ہو تو یہی ہے غیر محل میں ان کا استعمال۔ تو وَضۡعُ الشَّیۡءِ فِیۡ غَیۡرِ مَحَلِّہٖ سے کیسے بچو گے؟ غیر محل کے پاس سے اپنی شئ لے کر بھاگو۔ نہ شئ رہے نہ محل رہے تو پھر وَضۡعُ الشَّیۡءِ فِیۡ غَیۡرِ مَحَلِّہٖ کیسے ہو گا۔

غیر اللہ سے فرار کی لذت

یہ فَفِرُّوْٓا اِلَی اللہِ کی تفسیر ہے اَیْ فَفِرُّوْا عَمَّا سِوَی اللہِ اِلَی اللہِ[۱] بھاگو غیر اللہ سے اللہ کی طرف۔ غیر اللہ سے فرار میں بھی ایک لذت ہے۔ اُس بچے سے پوچھو جو دُشمنوں سے خود کو چھڑا کر اپنے ابا کی طرف بھاگتا ہے تو اس بھاگنے میں اُس کو کیا لذت ملتی ہے، جتنا دُشمنوں سے دور اور ابا سے قریب ہوتا جاتا ہے اُس کی لذت بڑھتی جاتی ہے۔ ایسے ہی جو بندے گناہ کو دیکھتے ہی اور دور سے حسینوں پر نظر پڑتے ہی اللہ کی طرف بھاگتے ہیں اُن کو کیا لذت ملتی ہے، کیا تجلی اُس فرار پر نازل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہ تجلی عطا فرمائے۔ جیسا کہ آٹھ سو برس پہلے جلال الدین رومی نے فرمایا جب ایک تجلی حالتِ ذکر میں اُن کے قلب پر نازل ہوئی اور اُن کو اتنا مزہ آیا کہ سارا عالَم اُن کی نگاہوں سے گر گیا تو حالتِ وجد میں یہ شعر فرمایا؎

نہ من مانم نہ دل ماند نہ عالَم
اگر فردا بدیں خوبی در آئی

اے اللہ! نہ میں رہوں گا، نہ میرا دل رہے گا، نہ یہ عالَم رہے گا اگر کل بھی آپ اسی خوبی سے تشریف لائے یعنی اگر دوبارہ ایسی قوی تجلی آپ نے نازل فرمائی۔

یہ لینے کی چیزیں ہیں بھائی! یہ شیطان ہمیں کہاں لے جارہا ہے؟ کہاں جانے کا حکم ہے اور کہاں جارہے ہو؟ لُوٹ لو اس عالم میں غضِ بصر کی دولت کو لوٹ لو۔ جنت میں حلاوتِ ایمانی کی یہ دولت نہیں ملے گی کیوں کہ وہاں غضِ بصر کا کوئی حکم نہیں ہے۔ جنت میں شریعت نہیں ہے کیوں کہ جنت دارالجزا ہے دارالعمل ختم، لہٰذا اس دنیا میں ہی نگاہوں کی حفاظت کرکے نامحرموں سے نظر بچا کر حلاوتِ ایمانی کی مٹھاس لوٹ لو۔

نامحرموں سے شرعی پردہ کی تاکید

اب رہ گیا یہ سوال کہ کیا اپنے بھائیوں کی بیویوں کے ساتھ ایک دستر خوان پر بیٹھ کر ڈش بھی نہ کھائیں۔ جیسا کہ آج کل بعض گھر والے اُس بے چارے پر طعن کرتے ہیں کہ جو

---

[۱] روح المعانی: ۲۵/۲۷، ذکرہ فی اشارات الذّٰریٰت

داڑھی رکھ لیتا ہے اور گول ٹوپی پہن لیتا ہے، اللہ اللہ کرتا ہے اور اللہ کے حکم غضِ بصر پر عمل کرتا ہے اور نامحرم یعنی اپنی بھابھی، ممانی، چچی، چچازاد، خالہ زاد بہنوں وغیرہ سے اپنی آنکھوں کی احتیاط کرتا ہے اور اُن کے قریب بھی نہیں بیٹھتا کیوں کہ یہ حسن کا مرض ایسا ہے کہ اگر دس فٹ پر بھی بیٹھے رہو اور معلوم ہو جائے کہ یہاں ایک نامحرم عورت ہے تو اُس کی گرمی وہاں تک پہنچتی ہے۔ انگیٹھی کی گرمی حدودِ انگیٹھی تک نہیں رہتی، حدودِ انگیٹھی سے تجاوز کر کے دور تک پہنچنے میں کوشاں اور رواں دواں ہوتی ہے ورنہ دھواں تو دیتی ہی ہے اور اللہ والے دھویں سے بھی بچتے ہیں۔ بعض لوگ نادانی سے کہتے ہیں کہ ایک دسترخوان پر چار بھائی اور اُن سب کی بیویاں بیٹھ جائیں۔ بھائی ایک طرف ہو جائیں اور بیویاں دوسری طرف ہو جائیں لیکن ذرا اس پر عمل کر کے دیکھو اگر دل کو نقصان نہ پہنچے تو کہنا۔ اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا[۵]

قرآنِ پاک کی آیت ہے کہ گناہوں کی حدود سے بہت فاصلہ رکھو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ[۶]

اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ کر دے۔ کیا مطلب؟ تعلیق محال بالمحال ہے کہ نہ مشرق مغرب کبھی ملیں گے نہ ہماری اُمت کے لوگ کبھی گناہوں سے منہ کالا کریں گے۔ یہ کیا وجہ ہے کہ کسی نے آپ کو غلط اور نامناسب جگہ مثلاً نامحرموں کے ساتھ بٹھا دیا تو آپ کیوں تسامح کے ساتھ آرام سے بیٹھے ہیں، آپ نے کیوں فاصلہ نہیں رکھا، کیوں اُس وقت آپ کو بھاگنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ یاد رکھو! شریعت کے حکم میں ماں باپ کو بھی حق نہیں ہے کہ دخل اندازی کریں۔ بتاؤ! ماں باپ بڑے ہیں یا اللہ بڑا ہے؟ لہٰذا بیٹوں کو اپنے ماں باپ سے بہت ہی اَدب کے ساتھ، بے ادبی سے نہیں، اِکرام کے ساتھ میٹھی زبان میں کہہ دینا چاہیے کہ میری پیاری اماں، میرے پیارے ابا ہمارے ربا کا حکم یہ

---

۵ البقرۃ: ۱۸۷

۶ صحیح البخاری: ۱/۱۰۳ (۷۴۹)، باب ما یقرأ بعد التکبیر، المکتبۃ المظہریۃ

ہے، اس لیے ہم مجبور ہیں، آپ کا پائخانہ پیشاب اُٹھانے کے لیے تیار ہوں، آپ پر جان مال فدا کرنے کے لیے تیار ہوں مگر اے میرے ماں باپ! اللہ کی نافرمانی میں مجھے ڈال کر جہنم کے راستے پر نہ لے جائیے۔ فتویٰ لے لو تمام علمائے دین سے۔ اب کوئی کہے کہ گھر چھوٹا ہے، الگ الگ کھانے کے لیے اتنے کمرے نہیں تو اوقات ٹائمنگ بدل دو۔ ایک وقت میں عورتیں کھالیں، اُس کے بعد فوراً مرد کھالیں یا مرد پہلے کھالیں، عورتیں بعد میں کھالیں۔ ایک ہی وقت میں کھانا کیا ضروری ہے؟ کہیں جماعت سے کھانا واجب ہے؟ نماز جماعت سے واجب ہے یا کھانا بھی واجب ہے؟ خوب سن لو، خوب سن لو اور خوب سن لو۔

تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنے نبی کو صحابہ کو دین سکھانے کے لیے آرام سے بے آرام کیا۔ معلوم ہوا کہ دعوت الی اللہ وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ کی راہ میں تکالیف اُٹھانے کے حوصلے ہوں۔ بتاؤ! کیا ایئرکنڈیشنوں میں جہاد ہو سکتا ہے، سفر کی تکلیفیں گوارا ہو سکتی ہیں؟ تو **وَاصۡبِرۡ** کا لفظ نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کا راستہ بتا دیا کہ دین پھیلانے اور محبت سکھانے میں صبر بھی کرنا پڑے گا، کبھی مخلوق سے گالیاں بھی سننا پڑیں گی، کبھی او مُلّا، بے وقوف! ہمیں کہاں لے جا رہا ہے، سب سننا پڑے گا اور برداشت کرنا پڑے گا۔ وہ بے وقوف کہیں لیکن تم نہ کہو بے وقوف۔ تم یہی کہو کہ ؎

تنہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے

کچھ دن ساتھ رہ کر دیکھیے آپ کو پتا لگ جائے گا، آپ کو بے وقوفوں کا صحیح ایڈریس مل جائے گا کہ آپ بے وقوف ہیں یا میں بے وقوف ہوں۔

وہ خوش نصیب صحابہ جن کے پاس بیٹھنے کا نبی کو حکم ہو رہا ہے، اُن کا حلیہ کیا تھا؟

۱) **اَشۡعَثُ الرَّاۡسِ** غربت و افلاس کی وجہ سے اُن کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اور ۲) **جَافُّ الۡجِلۡدِ** سوکھی روٹی کھانے سے اُن کی جلد خشک تھی۔ ۳) **ذُوۡالثَّوۡبِ الۡوَاحِدِ**[۷] ایک ہی کپڑے میں تھے۔

---

[۷] الدر المنثور:۹/۵۲۳، الکھف (۲۸)، مرکز ھجر للبحوث العربیۃ

کسی کا کُرتا تھا تو لنگی نہیں تھی مگر جتنے اعضائے جسم چھپانا واجب تھے وہ چھپے ہوئے تھے۔ تو تین ڈیزائن ہوگئے۔ بکھرے بال، تیل کنگھی نہ ہونے سے، اور خشک کھال بوجۂ فاقہ و افلاس اور ایک لباس کہ اُن کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ کُرتا بھی ہو تو ازار بھی ہو۔ کسی کے پاس ازار تھا تو کُرتا نہیں تھا، کُرتا تھا تو ازار نہیں تھا لیکن اُن کی قیمت کیا ہے؟ بڑے بڑے مال والو! اور اپنے لباسوں اور مرسڈیز کاروں سے قیمت لگانے والو! اُن کا مقام اور اُن کی قیمت دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ آپ گھر سے بے گھر ہو کر آرام چھوڑ کر تکلیف اُٹھا کر صبر کر کے میرے اُن عاشقوں میں جا کر بیٹھیے اور اُن عاشقانِ خدا اور متلاشیانِ خدا کو ادائے عشق و محبت زبانِ نبوت سے سکھائیے۔ یہ میری تلاش میں ہیں، یہ **يَبْتَغُوْنَ** ہیں، یہ مجھ کو ڈھونڈ رہے ہیں، اُن کو جا کر اپنی زبانِ نبوت سے میرا پتا دیجیے کہ ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟ میرے ملنے کا یہ پتا میرا نبی جائے اور اُن کو بتائے۔

اللہ کے عاشقوں کی دو علامات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً گھر سے نکلے اور جا کر مسجدِ نبوی میں تلاش کرنے لگے جہاں وہ صحابہ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے دریافت فرمایا: اے صحابہ! تم لوگ یہاں کیا کررہے ہو؟ چوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن عاشقوں کی دو علامات وحیِ الٰہی کے ذریعے سے بتادی تھیں، اس لیے اُن علامات کی آپ تفتیش کررہے تھے تاکہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق اُن کے عاشق ہونے کی تصدیق ہوجائے۔ وہ دو علامات کیا تھیں؟ **يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ**، اے نبی! میں آپ کو جن کے پاس بھیج رہا ہوں یہ غیر نہیں ہیں، میں آپ کو اپنے عاشقوں میں بھیج رہا ہوں، غیروں میں نہیں بھیج رہا ہوں لہٰذا مئے مرشد میں اور مئے حق میں آج آمیزش ہوگی، جس سے نشہ بڑھایا جائے گا۔

نشہ بڑھتا ہے شرابیں جو شرابوں میں ملیں
مئے مرشد کو مئے حق میں ملا لینے دو

یہ مئے پی رہے ہیں آپ جائیے اور اُن کو مئے مرشد دیجیے تاکہ اُن کی شراب دو آتشہ ہوکر اور زوردار ہوجائے۔

آپ نے دونوں علامات قرآنِ پاک کی وحی کے تھرمامیٹر سے ملائیں اور سب سے پہلا سوال کیا کہ اے صحابہ! یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم یہاں اللہ تعالیٰ کو یاد کررہے ہیں۔یَدۡعُوۡنَ رَبَّھُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَالۡعَشِیِّ کے تھرمامیٹر نے بتادیا کہ پہلی علامت موجود ہے۔ پھر دوسری علامت اللہ تعالیٰ نے بتائی تھییُرِیۡدُوۡنَ وَجۡھَہٗ کہ اُن کے قلب میں صرف میں مراد ہوں، میرے سوا دنیا کی کوئی چیز اُن کی مراد نہیں ہے، اُن کا ارادہ اور منزلِ مراد میری ذات ہے۔ یہ سارے کے سارے مرید ہیں، مگر ارادہ کس چیز کا کیے ہوئے ہیں؟ میری ذات کا، میری تلاش میں ہیں، میری منزل کی تلاش میں ہیں، اُن کی منزلِ مراد صرف میں ہوں، آپ جاکر اُن کو منزل کی رسائی نصیب کیجیے۔ نصیب میری طرف سے ہے رسائی آپ کی طرف سے ہے کیوں کہ آپ پیغمبر ہیں، آپ کو راہ بر بناکر بھیج رہا ہوں۔ جب دونوں علامتیں مل گئیں تو مضمونِ سلوک طے ہوگیا کہ جس کو اللہ کو ڈھونڈنا ہے، اللہ کو پانا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دو عنوان کا معنون ہونا ہے کہ ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟

وصول الی اللہ کے لیے ضروری اعمال

۱) محبت اور صحبتِ شیخ

اس کے لیے تین عمل ضروری ہیں: ۱) مرشد کی محبت و صحبت۔ مگر کون مرشد؟ جو اپنے گھر سے بے گھر ہوکر اپنے مریدوں کو وقت دینے پر صبر کرتا ہو۔

وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِیۡنَ الخ

اُن لوگوں کے ساتھ صبر کرکے بیٹھیے۔ یہ اَلَّذِیۡنَ کیسا ہے؟ یہ صحابہ کا وہ اَلَّذِیۡنَ ہے جو صحبتِ پیغمبر اور سیّد الانبیاء کی معیت سے مشرف ہورہا ہے۔ یہ اَلَّذِیۡنَ کے وہ افراد ہیں، اسم موصول کے ابہام کی وہ توجیہات ہیں کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت سے، پیغمبر کی روحانی نسبت کی قوی سے قوی تجلی رکھنے والی خدادیدہ آنکھوں کے ساتھ اُن کی معیت اور ان کا رابطہ ہورہا ہے۔ مچھلیوں سے محروم تالاب کی سرحدیں جب اُس تالاب سے ملیں گی جو مچھلیوں سے مشرف ہے تو جس ڈیزائن اور جس مقدار اور جس کیفیات اور جس

ذوقیات کی مچھلیاں اُس میں ہوں گی وہ سب اُس محروم تالاب میں داخل ہوجائیں گی۔ تو سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دریائے قلبِ نبوت میں قربِ الٰہی کی جتنی مچھلیاں تھیں صحابہ نے اُس قلبِ مبارک سے اپنے دل ملا دیے۔

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

صحابہ کرام نے اپنے دل پیش کردیے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دریائے قلبِ نبوت کی معرفت و محبت اور خشیت کی تمام مچھلیاں صحابہ کے قلوب میں داخل ہوگئیں اور وہ مچھلیاں آج تک سینوں سے سینوں میں منتقل ہورہی ہیں۔ یہ کتابوں سے منتقل نہیں ہورہی ہیں۔ اس کی کیا دلیل ہے؟ اپنے زمانے کے امام بیہقی اور مفسر عظیم، تفسیر مظہری کے مصنف علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم نبوت تو مدرسوں سے اور کتابوں سے پاجاؤگے لیکن نورِ نبوت اوراقِ کتب سے حاصل نہیں ہوسکتا کیوں کہ کسی کاغذ میں دم نہیں ہے جو حق تعالیٰ کے نور کا حامل ہوسکے، کاغذ میں طاقت نہیں ہے کہ وہ اللہ کے نور کو برداشت کرلے، یہ اللہ والوں کے دل ہوتے ہیں جو حق تعالیٰ کے نور کو برداشت کرلیتے ہیں، اس لیے عہدِ نبوت سے یہ نور سینوں سے سینوں میں، قلوب سے قلوب میں منتقل ہورہا ہے۔ مدارسِ دینیہ سے تم لوگوں نے جو علم نبوت حاصل کیا یہ ابھی آدھا علم ہے، جب نورِ نبوت ملے گا تب نور کامل ہوگا اور علم پر عمل کی ہمت آئے گی اور نورِ نبوت صرف سینۂ اہل اللہ سے ملتا ہے۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں:

علم ظاہر صلی اللہ علیہ وسلم از مدارسِ دینیہ بجوید واما نورِ باطن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از سینۂ درویشاں باید جست۔

علم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم تو مدارسِ دینیہ سے حاصل کرو لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ باطن درویشوں کے سینوں سے حاصل کرنا چاہیے۔

صبح وشام کے معمولِ ذکر کا راز

تو اللہ تعالیٰ نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو علامتیں بیان فرمائیں:

یَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَ الۡعَشِیِّ کہ یہ صبح وشام مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو یہ صبح وشام کیوں فرمایا؟ یہ کیوں نہیں فرمایا کہ دوپہر کو بھی یاد کرتے ہیں؟ تو بات یہ ہے کہ صبح وشام کا ذکر زیادہ مؤثر اور زیادہ مفید ہے کیوں کہ اس وقت فرشتوں کی ڈیوٹی بدلتی ہے۔ رات بھر جو فرشتے مقرر ہیں صبح اُن کی ڈیوٹی بدل جاتی ہے، یہ آسمان کی طرف واپس جاتے ہیں اور فرشتوں کی دوسری جماعت آتی ہے اور ایسے ہی مغرب کے وقت ڈیوٹی بدلتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے صبح وشام کی علامت بتائی کہ میرے عاشق بڑے ہوشیار اور باعقل ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ جب فرشتوں کی ڈیوٹی بدلے اور یہ مولیٰ کے پاس جائیں تو یہ ہماری حالتِ ذکر کی شہادت اور حالتِ ذکر کی گواہی پیش کریں کہ ہم آپ کے عاشقوں کو آپ کی یاد میں اشکبار اور آپ کے ذکر سے سرشار چھوڑ کر آرہے ہیں لہٰذا اپنی رحمت کا آبشار اپنے عاشقوں پر برسایئے کیوں کہ یہ اپنی بُری بُری خواہشوں کے قلعوں کو مسمار کرچکے ہیں اور اپنے خونِ آرزو سے اپنے دل کو لال کرچکے ہیں، آفاقِ قلب کو سرخ کرکے آپ کے آفتابِ قرب کے مستحق ہوچکے ہیں کیوں کہ جب اُفق سرخ ہوتا ہے تو دنیا کو آپ سورج دیتے ہیں۔ یہ اپنے قلب کے اُفق کو خونِ آرزو سے یعنی بُری خواہشات کے خون سے سرخ کرکے آپ کی طرف سے عطائے خورشیدِ قرب ونسبت کا مشتاقانہ انتظار کررہے ہیں کہ کب آپ کا آفتاب آپ کی طرف سے نکلے گا۔ اُن کے دلوں کے خونِ آرزو کی سرخیوں سے طلوع ہونے والا یہ آفتاب کافر نہیں پائے گا۔ آسمان کا آفتاب تو کافر بھی دیکھتا ہے لیکن اللہ والوں کے دل میں خونِ آرزو کی سرخیوں سے جو آفتابِ قرب نکلتا ہے اُس آفتاب سے صرف ولی اللہ ہی مستفید ہوتا ہے کہ اُس کا قلب اُس آفتابِ قرب کا مطلع ہوتا ہے اور جو اُس ولی اللہ کے طالبین اور مریدین ہوتے ہیں وہ بھی اُس کے آفتابِ قربِ الٰہیہ سے مستفید ہوتے ہیں اور اُن کے دل اسی آفتاب سے لعل وگہر بنتے ہیں۔ یہ ہے اس شعر کی شرح کہ ؎

گر تو سنگِ خارا و مرمر بوی

اے انسانو! اگر تم سنگ اور پتھر اور بالکل بے قیمت ہو لیکن کسی اہل دل کے پاس بیٹھوگے، اللہ والے کے پاس بیٹھوگے تو کیا ہوجاؤ گے ؎

گر بہ صاحبِ دل رَسی گوہر شَوی

اگر اللہ والوں کے پاس بیٹھوگے تو موتی بن جاؤگے، لیکن اس موتی بننے کا راز وہی ہے کہ اس آسمانِ دنیا کا آفتاب مشیتِ الٰہیہ لیے ہوئے پہاڑ کے ذرّوں پر اثر انداز ہوتا ہے، پھر وہی ذرّے لعل میں تبدیل اور کنورٹ (convert) ہو جاتے ہیں اور اُسی پہاڑ کے کنکر پتھر اگر پانچ روپیہ گدھا گاڑی بکتے ہیں تو یہ پانچ لاکھ کا ایک تولہ ملتا ہے۔ ایسے ہی شیخ کے پاس جو بیٹھتے ہیں تو اُس شیخ کے قلب کا آفتاب اُن کے قلب پر اثر انداز رہتا ہے جس کا خود شیخ کو بھی پتا نہیں ہوتا اور نہ مرید کو پتا چلتا ہے مگر شیخ کے قلب کے آفتاب کی شعاعیں حق تعالیٰ کی مشیت لیے ہوئے مریدوں کے دل پر اثر انداز رہتی ہیں اور آہستہ آہستہ اُن کا دل لعل بنتا رہتا ہے اور کچھ دن بعد پتا چلتا ہے کہ ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

اور میرا شعر سنو ؎

بعد مدت کے ہوئی اہلِ محبت کی شناخت
خاک سمجھا تھا جسے لعلِ بدخشاں نکلا

جس کو ہم نے خاک سمجھا تھا، مٹی کا پُتلا سمجھا تھا کہ معمولی سا مُلّا ہے لیکن پھر اُسی کے باطن میں اللہ تعالیٰ نسبت کا لعلِ بدخشاں عطا کرتا ہے اور اُسی سے لاکھوں ولی اللہ پیدا ہوتے ہیں۔ وہ مر کے خالی نہیں جاتا، لاکھوں ولی اللہ اپنے کرم سے اُس کے ذریعے بنا کر پھر اللہ اُس کو اپنے پاس بلاتے ہیں۔

صحابہ کا مقامِ محبوبیت

تو دوستو! یہ عرض کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ پاک کی آیت سے جب علامت ملالی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صحابہ! اے بکھرے ہوئے بال والو! اور ایک کپڑے میں غریبی سے گزر کرنے والو! اور فاقہ سے اپنی کھالوں کو خشک کرنے والو! اور اللہ کے عشق و محبت میں مشغول رہنے والو! سن لو کہ آسمان پر تمہارا کیا مقام

ہے، زمین والے تمھیں کیا پہچانیں گے۔ زمین والے تو کہیں گے کہ یہ بڑی غریبی اور بہت مصیبت میں ہیں مگر اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ نبوت سے اپنی قیمت لگاؤ، تمہاری قیمت آسمان سے لگ کر آرہی ہے کہ اپنے سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گھر سے بے گھر کرکے تمہارے پاس بیٹھنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ اسی سے اپنی قیمت کا اندازہ کرلو۔ قیصر وکسریٰ کے بادشاہوں کے پاس اللہ نے مجھ کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا، ایران ومصر کے بادشاہوں کے پاس بیٹھنے کا مجھ کو حکم نہیں دیا۔ تم بکھرے ہوئے بال والوں اور پیٹ پر پتھر باندھنے والوں اور خشک کھال والوں اور ایک لباس میں اعضائے مستورہ کو چھپانے والوں کے پاس اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا ہے کہ آج تمہارا نبی یہ شکرادا کررہا ہے کہ میں اُس اللہ کا شکر گزار ہوں جس کی اُمت میں اتنے اونچے اولیاء اللہ پیدا ہوگئے جن کے پاس خود نبی کو جانے کا حکم ہورہا ہے۔ مریدین کو حکم نہیں ہورہا ہے کہ تم مرشد کے پاس جاؤ، تمہارے مرشد کو اور سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم ہورہا ہے کہ جایئے آپ میرے عاشقوں کے پاس جایئے جن کے پاس میرے عشق کی کرامت ہے۔ یہ میرے عاشق ہیں، آپ اُن کے پاس میری محبت کی خوشبو پائیں گے لہٰذا مجھے تمہارے پاس بھیجا گیا اس سے تم اپنی قیمت کا اندازہ لگالو۔ اللہ کے یہاں قیمتی وہی ہے جس سے اللہ خوش ہو۔ ڈش کھانے سے قیمت نہیں ہوتی، لباسوں سے اور بلڈنگوں سے اور مرسڈیزوں سے قیمت نہیں ہوتی، قیمت اُس سے ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہے۔ اللہ صحابہ سے اتنا راضی ہوا کہ اپنے پیغمبر کو تعلیم نبوت کے لیے اور پھولِ محمدی میں بسانے کے لیے اُن کو پھول کے پاس نہیں لایا گیا، خود پھول کو حکم ہورہا ہے کہ آپ اپنی نسبت مع اللہ، نسبتِ نبوت، نسبتِ ولایت النبوۃ کا پھول لیے ہوئے مسجدِ نبوی میرے عاشقوں کے پاس تشریف لے جایئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ہمارے اندر سچی طلب ہو تو اللہ تعالیٰ مرشدین کو آپ کے پاس بھیج دیں گے۔

اگر ہیں آپ صادق اپنے اقرارِ محبت میں
طلب خود کرلیے جائیں گے دربارِ محبت میں

آپ لوگ اللہ کے ایسے پیارے ہیں کہ جن کے پاس خدا نے مخلوق میں اپنے سب سے پیارے

کو بھیجا ہے۔ میں ساری مخلوق میں اللہ کا سب سے پیارا ہوں مگر تم کتنے پیارے ہو کہ سب سے بڑے پیارے کو پیاروں کے پاس بھیجا جارہا ہے، اس سے ذرا تم اپنی اپنی شانِ محبوبیت کا اندازہ لگاؤ اور مجھے تمہارے پاس کیوں بھیجا گیا، اپنے سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے پاس کیوں بھیجا؟ تاکہ تمہاری نسبتوں میں، تمہاری قلب وروح میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام خوشبو آجائے کیوں کہ اے صحابہ! تمہارے ذریعے سے ہم کو اسلام آگے بڑھانا ہے، تم ہمارے نبی کے شاگردِ اوّل ہو لہٰذا تمہارے اندر میں اپنے نبی کی خوشبو کو، نبوت کے پھول کی پوری پوری خوشبو اور ہر قسم کی خوشبو کو بسانا چاہتا ہوں کہ یہ خوشبو تمہاری روح میں اتنی بس جائے کہ قیامت تک تمہارے ذریعے سے سارا عالم میری خوشبوئے محبت سے سرشار اور مست ہوتا رہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسرا انعام کیا عطا فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ کہ تم رضی اللہ عنہ بھی ہو اور رضوا عنہ بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی کو مقدم فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کے طریقے کو چھوڑ کر چلنا اللہ کی مرضی کا رجسٹرڈ راستہ چھوڑنا ہے۔ جس نے صحابہ کا طریقہ چھوڑا اور اپنی خاندانی، ملکی، قومی و بین الاقوامی رسومات کو جاری کیا تو سمجھ لو اُس شخص نے اللہ کی مرضی اور خوشی کا رجسٹرڈ اور مستند راستہ چھوڑ دیا۔

وہ ہی رستے مستند مانے گئے
جن سے ہوکر ترے دیوانے گئے

لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
تا بہ منزل صرف دیوانے گئے

آہ کو نسبت ہے یہ عُشاق سے
آہ نکلی اور پہچانے گئے

یہ آہ کب نکلتی ہے؟ جب جاہ اور باہ مٹ جائے تب آہ پیدا ہوتی ہے۔ اس کا مرکز اور اس کا میٹیریل تو دیکھو۔ اللہ تک جو آہ پہنچنے والی ہے کہ ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟ یہ وہ آہ ہے جس پر دو پردے پڑے ہوئے ہیں ایک حبِّ جاہ کا کہ میں بڑا آدمی بن جاؤں اور دوسرا

حبِّ باہ کا کہ میرے نفس کی ساری ڈیمانڈ، ہر بُری خواہش پوری ہو جائے، نہ دیکھوں حلال نہ دیکھوں حرام، وَضۡعُ الشَّیۡءِ فِیۡ غَیۡرِ مَحَلِّہٖ کرتا رہوں یعنی اپنی شئے کو غیر محل میں استعمال کرتا رہوں، مجھے کوئی پابند نہ کرے، میں ایک سانڈ بن کر زندگی گزارنا چاہتا ہوں اگرچہ مولیٰ سے رانڈ ہو جاؤں لیکن سانڈ کے مزے لے لوں۔ یہ بین الاقوامی گدھا نا قابلِ تلافی خسارے والا ہے اِلَّا مَنۡ تَابَ مگر جو توبہ کرلے وہ مستثنیٰ ہے۔ توبہ کے معنیٰ ہیں کہ جتنا دور اللہ کی منزل سے بھاگا تھا پھر لوٹ کر وہیں آگیا۔ توبہ نام ہے منزلِ قربِ خدا کی طرف لوٹ کر واپس آجانا۔ تو اب یہ خسارے میں کہاں رہا بھائی! اللہ کی منزل سے اُڑ کر گناہوں کی منزل میں چلا گیا تھا، پھر خیال آیا کہ میں تو بہت ہی بے وقوف ہوں، فوراً لوٹا۔ اور کہاں تک لوٹا؟ منزلِ قربِ خدا تک۔ جس منزل سے گیا تھا اسی منزل پر واپس آگیا لہٰذا اب اس کو حقیر مت سمجھو۔

عاشقانِ خدا کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلانِ محبت

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخر میں یہ اعلان فرمایا کہ اے صحابہ! ایک خوشخبری اور سن لو! نمبر ایک تو یہ کہ میں شکر کررہا ہوں کہ میری اُمت میں اس قدر عظیم الشان اولیاء اللہ پیدا ہوگئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو اپنے رہائشی گھر سے بے گھر کرکے تمہارے اندر بیٹھنے کا حکم دے رہا ہے۔ سیّد الانبیاء کو، اُستاد اور معلم کو اور معلم بھی کیسا کہ جس کی مثال نہیں، ایسا معلم آسمان نے کبھی نہیں دیکھا، زمین نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ زمین و آسمان کبھی دیکھیں گے اور فرمایا کہ دوسری خوشخبری یہ ہے کہ نبی کا مرنا جینا تمہارے ساتھ رہے گا۔ اختر کا شعر ہے ؎

مری زندگی کا حاصل مری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا

اختر کا یہ شعر اُس ذوقِ نبوت اور اُس اعلانِ نبوت کی شرح کررہا ہے۔ جس کو یہ ذوق نصیب نہ ہو تو وہ مرادِ نبوت، ذوقِ نبوت، مزاجِ نبوت، شوقِ نبوت سے محروم ہے۔

صحابہ کی شِدّتِ محبت کی ایک جھلک

آہ! نبی کا یہ اعلان اُن مفلس و نادار و بے نوا عاشقوں کے لیے کتنا بڑا انعام ہے۔

چناں چہ جب مکہ فتح ہو گیا تو صحابہ کو وسوسہ آنا شروع ہوا کہ اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مکہ شریف کے اصحاب ومہاجرین جب اپنے وطن جائیں گے تو پھر شاید واپس آنا مشکل ہے کیوں کہ وطن کی محبت ایک طبعی بات ہے۔ ممکن ہے کہ طبعی تقاضوں سے مدینہ کی طرف واپسی کا پھر ارادہ نہ ہو۔ جب مکہ فتح ہو گیا اور مکہ مکرمہ پر اسلام کا جھنڈا لگ گیا تو مدینہ کے صحابہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک گزارش کی کہ ہمارے دل کو کچھ ایسے وساوس پریشان کررہے ہیں کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کے لیے ہم نے جان دی، مال دیا، اولاد کو یتیم کیا، بیویوں کو بیوہ کیا، ہم نے ایک ایک دن میں ستر ستر شہادتیں اُحد کے دامن میں قبول کیں تو ایسا نہ ہو کہ ہمارا پیارا نبی اور نبی کے مکے والے ساتھی کہیں اب مکہ شریف کی محبت کی وجہ سے، وطن کی محبت کی وجہ سے کہیں مدینہ شریف واپس نہ ہوں اور مکہ ہی میں قیام ہو جائے اور مدینہ والوں کو گاہے گاہے اللہ کا رسول ملے اور مکہ والوں کو ہر وقت ملے۔ یہ ہمارے دلوں میں ایک خیال آرہا ہے اور پھر جوش میں ایک جملہ بھی کہا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہم سے ہماری جانیں لے لیجیے، ہماری اولاد آپ پر قربان ہو جائے، ہمارا مال ودولت سب آپ پر قربان، پوری کائنات ہم آپ پر فدا کرنے کے لیے تیار ہیں، مگر اے خدا کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ سے بڑھ کر ہمارے قلب میں اور کوئی عزیز اور عظیم دولت نہیں، اس لیے ہم آپ پر انتہائی بخیل ہیں، ہم سے بڑھ کر آپ کی ذات پر کوئی بخیل بھی نہیں ملے گا، ہم آپ کو مکہ والوں کو نہیں دے سکتے۔ آپ ہمیں اتنے پیارے ہیں کہ آپ پر سخاوت کی ہمیں طاقت نہیں ہے۔ ہم آپ کی ذات کے معاملے میں نہایت کنجوس ہیں۔ لفظ کنجوس کا اس سے بہتر استعمال شاید ہی دنیا میں کہیں ہوا ہو۔ صحابہ کے علاوہ کون اتنے قبیح لفظ کو اتنے حسین معنوں میں استعمال کرسکتا تھا۔ آپ کے آنسو بہہ پڑے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے مدینہ والو! ایسا خیال مت کرو، میں نے حکمِ الٰہی سے ہجرت کی ہے، بغیر خدا کے حکم کے ہم دوبارہ مکہ نہیں آسکتے۔ میرا مرنا جینا تمہارے ہی ساتھ ہو گا۔

ہندوستان سے ہجرت کرنے والے بھی سن لیں۔ ہم نے ہجرت اللہ کے لیے کی ہے۔ اگر ہندوستان فتح ہو جائے تو آنا جانا تو رکھیں گے مگر ہم پاکستان کو نہیں چھوڑیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ!

ہم ناقلِ صحابہ ہیں۔ صحابہ کی طرح ہم دوبارہ لوٹ کر مستقلاً نہیں جائیں گے، آنا جانا رکھیں گے کیوں کہ پاسپورٹ ویزا ختم ہو جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جب چاہا ریل پر بیٹھے، کراچی کی ریل سیدھی دہلی پہنچی۔ اللہ کے لیے کیا ہے، میری آہ کو اللہ تعالیٰ رائیگاں نہیں فرمائیں گے، اللہ کے لیے کچھ مشکل نہیں۔

تو صحابہ کی یہ تقریر مجھ کو اتنی پسند ہے کہ جس کو آج میں نقل کررہا ہوں اور اس کو بار بار نقل کرنے میں مزہ آتا ہے کہ اے خدا کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہم ہر چیز پر سخی ہیں، اولاد، بیوی، بچے، مال و دولت سب کچھ آپ پر قربان کرسکتے ہیں لیکن آپ کی ذاتِ پاک ہمیں اتنی محبوب ہے کہ آپ کی ذات پر ہم نہایت کنجوس ہیں۔ اس معاملے میں ہم جیسا دنیا میں کوئی کنجوس نہیں ملے گا، ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ پر سخاوت کردیں اور آپ کو مکہ والوں کو دے دیں۔ یہاں کنجوس کا لفظ اتنا پیارا استعمال ہوا ہے کہ جو اردو کے ادیب ہیں اُن سے پوچھ لو۔ کنجوس اُس کو کہتے ہیں جو اپنی چیز نہ دے۔ آپ ہماری بڑی چیز ہیں، ہم آپ کو کیسے اُن کو دے دیں؟

لہٰذا ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟ ان تین آیتوں میں پوشیدہ اس اعلان کی تفسیر ہوگئی لہٰذا یہ تین وصف اپنے اندر لانے کی کوشش کرو:

اللہ تعالیٰ کو پانے والوں کے تین اوصاف

۱) **صحبتِ اہل اللہ:** اپنے مرشدین کے ساتھ دن گزارو، معیت اَلَّذِیۡنَ میں داخل ہو جاؤ۔

۲) **اہتمام ذکر اللہ:** ذکر اللہ جو شیخ بتادے اُس میں کبھی ناغہ نہ کرو، تھوڑی دیر سہی، دس منٹ ہی سہی۔ صبح و شام فرشتوں کی ڈیوٹی بدلتی ہے تاکہ فرشتے جاکر کہہ سکیں کہ ہم آپ کے اَلَّذِیۡنَ کے افراد کو چھوڑ کر آئے ہیں جو یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَ الۡعَشِیِّ ہیں آپ کی یاد میں لگے ہوئے ہیں، یہ وہ اَلَّذِیۡنَ ہیں جو یَدۡعُوۡنَ ہیں۔

۳) **اجتنابِ از غیر اللہ:** اور اس کے بعد یہ نعمت حاصل کرو کہ اپنے قلب کے دائرے میں غیر اللہ کو مراد نہ ہونے دو کیوں کہ یُرِیۡدُوۡنَ مضارع ہے، مضارع میں حال اور استقبال دونوں زمانہ ہوتا ہے یعنی یہ میرے عاشقوں کی بہت اہم علامت ہے کہ میں اُن کے قلب میں

ہمیشہ مراد رہتا ہوں، حال میں بھی اور آیندہ بھی یہ اپنے قلب میں مجھ کو مراد بنا کر رکھتے ہیں، غیر اللہ کو مراد نہیں بناتے۔ یُرِیۡدُوۡنَ میں خود لَایُرِیۡدُوۡنَ شامل ہے۔ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ یعنی یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَ اللّٰہِ اللہ کی ذات کا ارادہ کرتے ہیں۔ اس کے اندر لَایُرِیۡدُوۡنَ غَیۡرَ وَجۡهِ اللّٰہِ، لَایُرِیۡدُوۡنَ غَیۡرَاللّٰہِ داخل ہے۔ اُن کے قلب میں ارادہ ہی نہیں کہ کسی حسین کو لپٹالوں، چپٹالوں اور اپنی مٹی کسی مٹی کی شکل پر تباہ کردوں۔ یہ اپنی مٹی کو مٹی پر تباہ نہیں کرتے۔ اُن کی خاک تباہ کار بر خاک نہیں ہے بلکہ ان کی خاک خالق افلاک پر فدا ہوتی ہے۔ یہ بہت بلند نصیبے والے لوگ ہیں، یہ زمین کے بِلوں میں گھسنے والے نہیں ہیں، یہ چوہے نہیں ہیں، انسان ہیں۔ جائز موقع پر جتنا بھی اللہ تعالیٰ حلال دیتا ہے اُس سے مستفید ہوتے ہیں، حلال کی ایک نہیں چھوڑتے مگر حرام کی ایک نہیں لیتے۔ اب سن لو! صاف بات یہ ہے کہ یہ عارف ہیں۔ ایک بزرگ نے اپنے شوربہ میں پانی ملالیا کہ نفس کو مزہ نہیں لینے دوں گا۔ ایک عارف نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ ظالم عارف نہیں ہے، بے وقوف ہے۔ اگر یہ عارف ہوتا تو شوربہ میں ہرگز پانی نہ ڈالتا اور مزے دار شوربہ کھاتا تو ہر لقمہ پر الحمدللہ نکلتا۔ اب جب پانی ملادیا اور مزہ خراب کردیا تو اب زبردستی ٹھونسے گا، یہ کھانا نہیں ہوگا، اس کا نِگلنا ہوگا، ٹھونسنا ہوگا اور اگر لذیذ شوربا کھاتا تو ہر لقمہ میں اللہ کی تجلی خالق لذت نعمائے دنیا کی تجلی دیکھتا، نعمت میں نعمت دینے والے کی تجلی دیکھتا اور زبان سے کہتا کہ واہ رے میرے مولیٰ! کیا شان ہے آپ کی! ایسا مزیدار شوربہ! کہاں کی مرغی، کہاں کا بکرا، کہاں کا نمک اور کہاں کا مصالحہ اور کہاں کا پکانے والا، واہ رے میرا دینے والا! حلال خوب کھاؤ، نفس کو حلال کے معاملے میں بہت زیادہ مت ستاؤ مگر حرام کی طرف جائے تو اس کی گردن دبادو۔ اس وقت اس ظالم کو تم للکارو اور کہو خبردار! خبردار! جو اس کو دیکھا تو مار ڈالوں گا، کاٹ ڈالوں گا۔ دیکھو! اپنے بچوں کو ڈراتے ہو کہ نہیں؟ مارنا کاٹنا مراد تھوڑی ہوتا ہے۔ مگر بچوں کو ڈرانے کے لیے باپ کہتا ہے کہ اگر فلاں سے ملا تو مار ڈالوں گا، کاٹ ڈالوں گا، گھر سے نکال دوں گا مگر تینوں باتوں کا ارادہ اُس کا نہیں ہوتا۔ نفس بھی مثل بچے کے ہے، آپ بھی تینوں چیزوں کا ارادہ کیے بغیر اس سے کہو کہ تجھ کو مار ڈالوں گا، کاٹ ڈالوں گا اور گھر سے نکال دوں گا تو یہ بھی ڈر جائے گا۔

لے آرزو کا نام تو دل کو نکال دیں

مؤمن نہیں جو ربط رکھیں آرزو سے ہم

کون سی آرزو؟ ناجائز آرزو، حرام آرزو، اللہ کی ناپسندیدہ آرزو۔ بس اب تقریر ختم۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جس نے میری زبان کو حلاوت بخشی، اگرچہ ہم اس کے اہل نہیں۔

آپ چاہیں ہمیں یہ کرم آپ کا
ورنہ ہم چاہنے کے تو قابل نہیں

دعا کرو کہ میری زبان میں اور میرے دل میں اور میرے جسم میں اور میرے دردِ دل میں اور زبانِ ترجمانِ دردِ دل میں اور طاقت و توانائی میں اللہ تعالیٰ بہت ہی برکت دے دے اور میری زندگی میں بھی۔ جو آپ کو سنا رہا ہوں، دردِ دل سے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہی دردِ دل اور یہی مضامینِ محبت سارے عالَم میں نشریات کے لیے خدائے تعالیٰ سے رو رو کر مانگ رہا ہوں کہ اے خدا! عالَم میں زمین کا کوئی ایک میٹر کا ٹکڑا نہ باقی رہے جہاں آپ کے عاشقوں کا ایک گروہ اختر کے ساتھ نہ ہو، اور اس گروہ عاشقان کی صحبتوں کے ساتھ مجھے پھرا پھرا کے آپ کی عطا فرمودہ بھیک دردِ دل کی سارے عالَم میں نشر ہو۔ اختر جب سارے عالَم کا سفر کرلے پھر بے شک مجھے آپ کے پاس آنے کا شوق بھی ہے، آپ ہمارے مولیٰ ہیں، ہمیں دنیا میں ہمیشہ رہنے کا شوق نہیں ہے مگر آپ کی محبت کی داستان جو سترہ سال شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھی، تین سال محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھی اور اب پینتیس سال سے شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم سے سیکھ رہا ہوں، اللہ! محبت کی اس تربیتی میں، میرے تین دریاؤں کے پانی میں طوفان پیدا کردے اور اختر تمام عالَم میں آپ کے کرم سے سفر کی توفیق اور ہمت اور صحت اور توانائی پاجائے اور آپ قبول فرمالیں، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا، نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا۔

۱) ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ
اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی ڈاڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے، اسی طرح ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْيَةِ وَهِيَ مَادُوْنَ الْقَبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهُ
بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ اَحَدٌ

ترجمہ: ڈاڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور ڈاڑھی ڈاڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ ڈاڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَآ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ)
سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملہ میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے ڈاڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر ڈاڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بددُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بد دعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات مبارکہ اور

احادیث مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)...اللہ ورسول کا نافرمان ۲)...آنکھوں کا زناکار ۳)...ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آئندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰہ اَللّٰہ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمایئے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمایئے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

❁❁❁❁

انسان اپنی قیمت ظاہری اسباب سے لگاتا ہے کبھی مال و دولت سے کبھی حسن و جمال سے، کبھی جسمانی طاقت اور ذہنی صلاحیت سے لیکن اللہ کے نزدیک اس کی اصل قیمت اس کے دل میں موجود ایمان سے ہے۔ جس کا جتنا اعلیٰ درجے کا ایمان ہوگا وہ اللہ کے نزدیک اتنا ہی قیمتی ہوگا۔ ایمان میں ترقی دو طریقوں سے ہوتی ہے، ایک نیک اعمال کرنے سے، دوسرا گناہوں سے بچنے سے۔ ایمان میں ترقی کی فکر اس کو ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔

شیخ العرب والعجم مجددِ زمانہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے'' میں قرآن و حدیث کی روشنی میں حصولِ مولیٰ کے تین طریقے نہایت جامع انداز میں بیان فرمائے ہیں اور اللہ کے ان عاشقوں کی دو واضح علامات بھی بیان فرمائی ہیں جو سچے دل سے اللہ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

www.khanqah.org

ناشر
کتب خانہ مظہری